ماہنامہ شانِ ہند دہلی

ایڈیٹر: سرور تونسوی

قیمت سالانہ: پانچ روپیہ

شمارہ ۹	ستمبر سنہ ۱۹۶۰ء	جلد نمبر ۲۰

رنگ و نغمہ

(مشاعرۂ عرسِ خواجہ سلیمان تونسویؒ جے پور کی طرحی غزل)

محترمہ روحیؔ دہلوی

وہ گُل نہیں رہے وہ گلستاں نہیں رہے
شاید کہ ہم بہار کے شایاں نہیں رہے

اے دورِ جام تیری نوازش کا شکریہ
ہم شکوہ سنجِ گردشِ دوراں نہیں رہے

پنہاں رہے ہیں گو وہ ہماری نگاہ سے
لیکن ہمارے دل سے وہ پنہاں نہیں رہے

اب بھی لباسِ قیس میں کچھ لوگ ہیں مگر
وہ چاک دل وہ چاک گریباں نہیں رہے

روحیؔ وہ زندگی کے فسانے کہاں سے لائیں
مدت سے زندگی کے وہ عنواں نہیں رہے

ودیا پرکاش سرور پرنٹر پبلشر نے ہیری آرٹ پریس دریا گنج سے چھپوا کر دفتر شانِ ہند ۴۸ انصاری مارکیٹ
دریا گنج دہلی سے شائع کیا

افکار و واقعات

حضرت جگر مراد آبادی:— ۹ ستمبر ۶۰ء کی شام کو ریڈیو نے یہ دل سوز خبر سنائی کہ اردو کے مشہور و معروف شاعر حضرت جگر مراد آبادی گونڈہ میں ۱۱ بجے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اردو شاعروں کی اکثریت میں جو بے غیرتی آتی جا رہی ہے قبلہ جگر اس پہ آنسو بہایا کرتے تھے۔ ایڈیٹر شانِ ہند کا واسطہ گزشتہ تیس سالہ ادبی زندگی میں کسی ایسے اردو شاعر سے نہیں پڑا جو حضرت جگر ایسا مخلص۔ پُر خلوص، با اخلاق، باوقار اور غیرت مند ہو۔ اور جس نے روپیہ کو ہمیشہ ٹھوکر ماری ہو۔ قبلہ جگر نے رندی کے زمانے میں بھی شراب اور روپیہ کے بدلے کبھی اپنی عزت یا استغنا کو دھکا نہیں لگنے دیا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جہاں اردو شاعری کا یہ شہریار ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ وہاں ہم ایک ایسے انسان کو بھی کھو بیٹھے ہیں جس سے اردو شاعری کا وقار ہی قائم نہ تھا بلکہ جس کے وجود سے اردو شاعروں کی عزت و آبرو بھی قائم تھی۔

حضرت جگر کا یہ ایک معمولی سا واقعہ ان شعرائے کرام کے لئے باعثِ عبرت ہونا چاہیئے۔ جو اپنی عزت و آبرو کا خیال رکھنا نہیں جانتے۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جگر دہلی میں قیام فرما تھے جناب احسن لکھنوی نے انہیں ایک خاص دعوت میں مدعو کیا قبلہ جگر نے اس دعوت میں آنا منظور کر لیا۔ ان دنوں حضرت احسن دہلی کے وزیر تھے۔ احسن صاحب نے اس خیال سے کہ قبلہ جگر کو یاد دہانی کرائی جائے انہوں نے اپنے سرکاری لیٹر ہیڈ پہ دعوت نامہ تحریر کرکے حضرت جگر مراد آبادی کو ہاں بھجوا دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ جگر فرمانے لگے میں دعوت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ دعوت نامہ ہے یا سمن۔ چنانچہ حضرت جگر اس دعوت میں شریک نہیں ہوئے۔ اور دعوت کے بعد دوسرے دن جناب احسن کے ہاں گئے اور اس دعوت کے سلسلہ میں نہ انہوں نے کوئی بات کی اور نہ احسن صاحب نے ہی ان کی عدم شرکت کی شکایت کی۔

ایڈیٹر شانِ ہند سے قبلہ جگر نے ہمیشہ بزرگانہ سلوک روا رکھا۔ وہ جب کبھی دہلی میں قیام پذیر ہوتے ایڈیٹر شانِ ہند نے روزانہ ان کی خدمت میں حاضری دی۔ اور یہ فخر ایڈیٹر شانِ ہند کو ہی حاصل ہے کہ مرحوم کی آخری ادبی تحریر ایڈیٹر شانِ ہند ہی کے نام ہے۔ جس کا بلاک شانِ ہند کی اشاعتِ آئندہ میں شائع ہو رہا ہے۔

گزشتہ سال جب حضرت جگر "آتش گل" پر ساہتیہ اکاڈمی کا انعام حاصل کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے تو آزاد ہند ہوٹل میں انہوں نے دفتر شانِ ہند میں قدم رنجہ فرما کر نہ صرف اپنے خلوص و دلی کا ثبوت دیا بلکہ ایڈیٹر شانِ ہند پہ احسان بھی فرمایا۔ "آتش گل" اور "شعلۂ طور" اکثر ناشرین نے اپنی خود غرضانہ کمینگی کے زیر اثر قبلہ جگر سے اجازت لئے اور معاوضہ دیئے بغیر شائع کرکے ہزاروں روپیہ کمایا۔ صرف شری بنارسی داس مالک نیو تاج آفس اردو بازار دہلی کو کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کے کہنے پہ یہ توفیق حاصل ہوئی کہ انہوں نے آتش گل چھاپنے کے سلسلہ میں صرف دو صد روپیہ قبلہ جگر کی خدمت میں بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا۔ ضرورت ہے کہ حکومت ہند اس سلسلہ میں کوئی موثر قدم اٹھائے کہ جن ناشرین نے قبلہ جگر کے مجموعہ ہائے کلام ناجائز طور پر شائع کئے ہیں۔ وہ مرحوم کی بیوہ کو مناسب معاوضہ ادا کرکے آئندہ یہ مجموعے شائع کر سکیں۔

حسرت موہانی مرحوم نے اردو غزل کو ایک نیا موڑ دیا۔ فانی مرحوم نے اس موڑ کو تد سے جلا دی اور حضرت جگر

نے اس موڑ کو اُردو غزل میں اتنا سمو دیا کہ اب اُردو غزل کسی دوسرے زاویہ کو اپنا ہی نہیں سکتی۔

قبلہ جگر گذشتہ گیارہ سال سے زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے۔ موت تو آنی ہی تھی۔ اور آ کر ہی رہتی لہذا وہ آئی اور حضرت جگر تو کئی دنوں سے اس کے انتظار میں تھے مگر اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی موت پر خود اجل آنسو بہاتی ہے۔ چنانچہ حضرت جگر بھی انھیں مخصوص ہستیوں میں سے تھے۔

حضرت جگر کی موت پر افسوس تو ہے ہی مگر یہ افسوس مزید شدت یوں اختیار کر لیتا ہے کہ اب اُردو زبان کے لئے کچھ گرہیں کھلتی نظر آ رہی ہیں اور ایسے حالات بنتے نظر آ رہے ہیں کہ مستقبل قریب میں اُردو اپنا حق لے کر رہے گی کاش کہ حضرت جگر کچھ دن اور زندہ رہتے اور وہ اپنی آنکھوں سے اس زبان کا اپنے ملک میں انجام دیکھ لیتے جس زبان کی شاعری میں انھوں نے اپنی عمر عزیز ختم کردی۔

جناب امیر حسن خان صاحب امیر مرحوم

۲۲ اگست ۱۹۶۰ء کو حضرت نوح ناروی کے شاگرد عزیز جناب امیر حسن خان صاحب امیر رئیس اعظم گڈھی صمد آباد ضلع پرتاپ گڈھ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم ایک اچھے شاعر۔ فراخ دل رئیس۔ انصاف پسند حاکم۔ اور رعایا پرور زمیندار تھے۔ امیر صاحب نے جس شان سے سرکاری ملازمت کی اور عدل و انصاف میں جو دھاک بٹھائی وہ اپنی مثال آپ تھی۔ گھوڑسوار اس بلا کے تھے کہ اس شوق میں گھوڑے سمیت ایک کنوئیں میں گر گئے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ دریائے گنگا کے کنارے صمد آباد میں آپ کا بنگلہ امیر صاحب کی شان و شوکت کا مظہر آج بھی گنگا کی پاک لہروں کے سامنے گواہی دے رہا ہے کہ امیر صاحب اسی گنگا کی طرح پاک اور صاف دل کے مالک تھے۔ انھوں نے ہمیشہ تعصب سے بالاتر رہ کر ہندو مسلمانوں کو برابر کا درجہ دیا اور وہ اپنے علاقہ کے ہندو مسلمانوں میں یکساں ہر دل عزیز تھے۔ گڈھی مانک پور کے ریلوے اسٹیشن سے اترتے ہی آپ کے بڑے بھائی صاحب کے نام نامی پر ایک ڈسپنسری دکھائی دیتی ہے جو رفاہِ عام کے لئے جاری کی گئی ہے۔ گڈھی مانک پور سے گڈھی صمد آباد تک کی سڑک بھی امیر صاحب اور ان کے بڑے بھائی صاحب کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔ امیر صاحب اور ان کے بڑے بھائی صاحب کے آموں کے باغ کئی میلوں میں ہیں جن میں سینکڑوں قسم کے آم ہوتے ہیں۔ ڈیڑھ سال ہوا کہ جناب امیر صاحب کی دعوت پر ایڈیٹر "شان ہند" اور تروی دہلوی آموں کے موسم میں امیر صاحب کی دعوت پر گڈھی صمد آباد گئے تھے۔ اس موقع پر امیر صاحب نے جس خلوص دلی سے ہمیں نوازا وہ ان کی شرافت اور نیک دلی ہونے کا ثبوت تھا۔ امیر صاحب کی اپنی کوئی اولاد نہیں ہے مگر انھوں نے اپنے بھتیجوں کو ہمیشہ اپنے بیٹے سمجھا۔ آپ کے ایک بھتیجے بریلی میں سول سرجن ہیں۔ ضرورت ہے کہ امیر صاحب کے بڑے بھائی جناب امیر صاحب کا مجموعہ کلام شائع کرا کے ان کی اس معنوی اولاد کو ان کی یادگار کے طور پر باقی رکھیں۔ امیر صاحب باوجود خواہش کے اپنا مجموعہ کلام اپنی زندگی میں شائع نہ کرا سکے۔ یہ مجموعہ پہلے قبلہ نوح صاحب کے پاس کافی عرصہ تک اصلاح کے لئے پڑا رہا۔ نوح صاحب کی آنکھیں خراب ہونے کے باعث نوح صاحب نے یہ مجموعہ سراج صاحب کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے سرسری طور پر یہ مجموعہ کی اصلاح فرمائی تو امیر صاحب نے ایڈیٹر شان ہند کو لکھا کہ کوئی خوشخط منشی ان کے یہاں بھجوا دیا جائے جو اس مجموعہ کو خوشخط نقل کر دے۔ چنانچہ دفتر شان ہند سے جناب کریم الحق صاحب کو امیر صاحب کی خدمت میں بھجوایا گیا اور انھوں نے کچھ روز وہاں رہ کر تمام بیاض صاف کر دی۔ کچھ عرصے سے امیر صاحب روز روز وہاں جا رہے تھے تاکہ وہ بیاض برائے اشاعت "ام الحروف" کے حوالے کریں نیز ان سے کئی بار وعدہ بھی کیا کہ مقدمہ اعظم گڈھ کی کسی بھی پیشی کے بعد ان کے یہاں حاضری دوں گا۔ مگر مقدمہ اعظم گڈھ کی پریشانیوں نے ان کے یہاں نہ جانے دیا۔ اور یہ مجموعہ شائع ہوتے ہوتے پھر رہ گیا امید ہے کہ امیر صاحب کے بڑے بھائی صاحب اپنے عزیز ترین بھائی کی اس یادگار کو ضرور قائم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ امیر صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ امیر صاحب کے بڑے بھائی صاحب ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے بھتیجوں نیز حنیف صاحب سے ادارہ شان ہند امیر صاحب کی اس موت پر اظہار افسوس کرتا ہے۔

ڈاکٹر ایل، صادق مرحوم

۱۳ اگست ۱۹۶۰ء کو ڈاکٹر ایل۔ صادق صاحب پی، ایچ، ڈی نے اپنی رہائش گاہ ۸ نظام الدین ایسٹ نئی دہلی میں اپنی جان جان آفریں کے حوالے کردی۔ ڈاکٹر صادق نے

ہندوستان اور ممالک غیر میں جو کار ہائے نمایاں کئے وہ اپنی نظیر آپ ہیں آپ مغربی پاکستان میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد کئی ملکوں میں جانے کے بعد ایک جرمن لیڈی سے شادی کی۔ جس سے ان کا ایک لڑکا بھی ہے۔ مگر یہ جرمن نژاد خاتون ڈاکٹر صاحب کو دھوکہ دے گئی اور آج کل کلکتہ میں مقیم ہے۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے لاہور کی ایک خاتون سے شادی کی جن کے بطن سے ایک صاحبزادی ہے جو انشاءاللہ اس وقت اپنی ماں کے ساتھ زندہ رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کئی کتابوں کے مصنف ہیں کچھ عرصہ ہوا کہ اد ھرنگ کے حملہ سے ان کا دایاں حصہ جسم کافی حد تک بیکار ہو گیا تھا۔ مگر اس پیرانہ سالی اور ادھرنگ کے باوجود یہ شیر دل اور شیر شکل بہادر انسان نہایت زندہ دلی اور آرام سے زندگی گذار رہا تھا۔

ہمیں افسوس ہے کہ ماہ اگست اور ستمبر کا شمارہ ملکی ایسی ہستیوں کو ہم سے جدا کر گیا ہے جنہیں دنیا ایک عرصہ تک نہ بھلا سکیگی۔ ادارہ شان ہند بیگم نوری صادق اور ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی سے دلی طور پر اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور بیگم صادق کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب کی آخری خواہش کو مزدہ پورا کریں اور ان کا مجموعہ کلام شائع کرائیں۔ شان ہند کی اشاعت آئندہ میں ڈاکٹر صادق صاحب کی تصویر اور ان کی زندگی کے کچھ واقعات شائع کئے جا رہے ہیں۔

مقدمات پریس ایکٹ

چاروں مقدمات پریس ایکٹ کی ۱۲ ستمبر کو پیشی تھی فاضل عدالت نے فرمایا کہ دلی سرکار ایڈیٹر شان ہند کے خلاف چل رہے ان چاروں مقدمات کو واپس لے رہی ہے اب اس مقدمہ میں ۱۸ اکتوبر تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ امید ہے کہ اس تاریخ کو یہ مقدمات دلی سرکار واپس لے لیگی۔

شان ہند کا ڈلیوری زون

دہلی کے محکمہ ڈاک نے شہر میں تقسیم ڈاک کے نئے زون مقرر کئے ہیں۔ لہٰذا جب بھی آپ دفتر شان ہند کو کوئی خط لکھیں تو دہلی ۶ ضرور لکھا کریں۔ اس سے آپ کا خط ڈلیور ہونے میں دیر نہ لگے گی۔

نامور مصنفین کے نئے ناول اور بہترین کتب

تبرکاتِ آزاد	غلام رسول مہر	۶/۱۵
۱۸۵۷ء کے غدار شعراء	امداد صابری	۲/۸
۱۸۵۷ء کے مجاہد شعراء	″	۶/۱۵
۱۹۵۱ء کا بہترین ادب		۵/۸
کیا خوب آدمی تھا	ذاکر حسین	۱/۸
دیا بجھ گیا	کرتار سنگھ دگل	۱/۴
طوفان کی کلیاں	کرشن چندر	۴/۴
امراؤ جان ادا	مرزا رسوا	۴/۸
آدمی اور سکے	جہندر ناتھ	۲/۱۲
تشنگی	رشید اختر ندوی	۳/۸
ڈوبتے سائے	عادل رشید	۳/-
عمو	قیسی رامپوری	۵/-
آزمائش	طرزی	۲/۴
دل ہی تو ہے	ایملی زولا	۱/۴
سیندور کی راکھ	کشمیری لال ذاکر	۱/۴
ایمرکیو کی کہانیاں	ہنسراج رہبر	۱/۴
میں انتظار کروں گا	کرشن چندر	۲/۸
چین کی بہترین کہانیاں	ظ انصاری	۲/-
مینا بازار	منٹو	۲/۴
ماؤسی تنگ	فکر تونسوی	۱/۴
ٹیگور کی کہانیاں	ٹیگور	۲/-
تین پیسے کی چھوکری	قاضی عبدالغفار	۲/-

رسالہ شان ہند۔ دہلی ۶